ĪQĀN (9) Vol. 05, No. 01, Dec-2022

eISSN: 2617-3336
pISSN: 2617-3700

نبوت محمدیہ ﷺ کی آفاقیت: مواقفِ علمیہ کا جائزہ

The Universality of The Prophethood of Hazrat Muhammad (S.A.W): An Analytical Study of Scholarly Literature

Asad Mohy-ud-Din[1] < asad1112@gmail.com >
Dr. Atiq-ur-Rahman[2] < dratiq@uet.edu.pk >
[1]*Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, U.E.T Lahore.*
[2]*Associate Professor, Department of Islamic Studies, U.E.T Lahore*

ABSTRACT

Allah Almighty has bestowed humanity with divine guidance throughout their history in the shape of sacred Prophets. This golden chain of Messengers started from Adam (A.S) and lasted on the finality of the Prophet Muhammad (S.A.W). Prophet (S.A.W) is regarded as the ultimate savior of mankind. His Prophecy transcended the barriers of time and space. He (S.A.W) is acknowledged as a universal figure and thus his Prophethood is also considered universal. The stature and influence of the prophecy of the Prophet (S.A.W) is gigantic, which has shaped the whole human history and still having an impact on this rapidly growing and developing global state. As in this developing and progressing today's global environment the core theme of every human activity is to become successful and remain content. In this regard the value of spiritual beings and notions are very crucial, the founder or initiator of the religions have the pivotal and authoritative role to play. In this article I'll take the analytical view of the scholarly literature and opinions about the universality of the Prophet S.A.W. it is going to be an analytical study based on the authentic sources available of Islamic history and modern academia and literature.

Received:
28-Sep-2022
Accepted:
10-Jan-23
Online:
12-jan-23

KEYWORDS
Prophethood, Universality, Humanity, Academia, Religion

حامداً ومصلیا اما بعد! اللہ رب العزت نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی جس میں ذرہ برابر بھی کمی نہ رکھی. اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے ان کا دین کامل کر دیا اور ان پر اتمام نعمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

cc BY

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا1

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معجزات اور دلائل و براہین دونوں کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو مکمل طور پر قائل کر سکیں اور ان کی عاقبت کو سنوار سکیں۔ اس حوالے سے جس نبی ورسول ﷺ کی تعلیمات کو اللہ رب العزت نے خود افضل واکرم قرار دیا اور دین و شریعت کے لحاظ سے مضبوط واحکم بنایا، وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر ہے. آپ ﷺ کو تمام مخلوق کی طرف مبعوث فر مایا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کو اللہ رب العزت کی جانب بلائیں انہیں قوت علمیہ و عملیہ دونوں میں کامل بنائیں اور ان کے بیمار دلوں کا علاج فرمائیں.

آپ ﷺ کی نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس صحیح حدیث سے لگائیں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد" [2]

میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی جب ان کی تخلیق کو خمیر اٹھ رہا تھا۔

محدثینِ اکرام نے ان تمام ارشاداتِ عالیہ کا مفہوم یہی متعین فرمایا ہے کہ اللہ رب العزت کے علم ازلی میں نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم روز اول سے متعین ہو چکی تھی. صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبین کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے نبوت محمدیہ کی آفاقیت سے متعلق ایک حدیث مبارکہ نقل کی ہے۔ حضرت عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ:

انی عبدالله و خاتم النبين وان آدم لمنجدل فی طینته[3]

خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے اس آفاقی وعالمی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات تحقیق طلب ہے کہ اس آفاقیت اور عالمگیریت سے مرتب ہونے والے نتائج اور اس عالمی گاؤں کی صورت اختیار کر جانے والی دنیا میں اس کی اثر پذیری کو جانچا جائے۔ لہذا آفاقیتِ نبوتِ محمدی ﷺ کا مطالعہ ایک اچھوتا، دلچسپ اور جدید موضوع ہے جس پر تحقیق اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج انسانیت کے لیے بہت مفید ثابت ہوں گے۔ اسی موضوع سے بر آمد شدہ ایک عنوان علمائے متقدمین ومتاخرین کے ہاں علمی موشگافیوں کا مرکز رہا ہے، لہٰذا اسی عنوان کو ہم نے اپنے اس تحقیقی کام کا موضوع بنایا ہے اور وہ ہے "حضرت محمدیہ ﷺ کی آفاقیت؛ مواقف علمیہ کا جائزہ"۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

اس موضوع سے متعلق اب تک کی علمی و تحقیقی کاوشوں کا ایک جائزہ ذیل میں پیش کیا جائے گا، جس سے اس موضوع کی اہمیت و

---

[1] المائدۃ 3:5

[2] ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، السنن، (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998ء)، حدیث نمبر: 3609

[3] عسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، (ریاض: دار السلام، 1997ء)، ج:3، ص: 683

CC BY

ضرورت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

منصب رسالت اور فکر اقبال، مقالہ نگار: صبا نور، نگران مقالہ: ڈاکٹر ممتاز احمد سالک، ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 1996ء

منصب رسالت- تفسیر تبیان القرآن کا تجزیاتی مطالعہ، مقالہ نگار: عاصمہ مجید، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد منصوری، ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 2007ء

موجودہ دور میں توہین رسالت اور اس کی سزا، مقالہ نگار: جویریہ ثمین، نگران مقالہ: فضل الہٰی، شعبہ عربی، علوم اسلامیہ و تحقیق، گومل یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان، 2006ء

مولانا ثناء اللہ اور رد قادیانیت، مقالہ نگار: فرح حمیرا، نگران مقالہ: ڈاکٹر حمید اللہ عبدالقادر، ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 1994ء

ناموس رسالت-2012ء میں پاکستانی جرائد مین چھپنے والے مضامین کا جائزہ، مقالہ نگار: مدیحہ شہزادی، نگران مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر شاہدہ پروین، ادارہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 2013ء

اسلوبِ تحقیق:

اس مقالہ میں تجزیاتی منہج تحقیق اپنایا گیا ہے۔ تحقیقی مقاصد کے لئے مواد کو تجزیاتی اور بیانیہ اسلوبِ تحقیق میں تحریر کر دیا گیا ہے ۔ غیر ضروری طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر بنیادی کتب سے مواد کو اخذ کر کے احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے اور اس کا تجزیہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ حوالہ جات فٹ نوٹ کی صورت میں لکھے گئے ہیں۔ پہلی بار حوالہ مکمل شکل میں دیا گیا ہے دوسری بار حوالہ دیتے وقت صرف مصنف کا نام اور کتاب کا نام اور صفحہ نمبر ذکر کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

نبوت کا مفہوم:

اس موضوع پر آگے بڑھنے سے قبل یہ بات ضروری ہے نبوت کے معانی و مفاہیم کو واضح کر دیا جائے تا کہ آئندہ آنے والی ابحاث کی تفہیم میں کوئی دقت و دشواری پیش نہ آئے۔

CC BY

نبوت کی لغوی تعریف:

نباء الخبر ، والجمع انباء وان فلان نباء ای خبراً[1]

نباء (ج) انباء خبر یا خبریں، مراسلہ[2]

نباء خبر (News, Information) مثلا انباء الحرب

نبیء : مخبر عن الغیب

نبوۃ : اخبار عن الغیب والمستقبل[3]

مادہ نباءاور بعض نے ن،ب،ی بھی تجویز کیا ہے۔ نبوت کے لغوی معنیٰ ارتفاع، بلندی، رفعت، علو، اونچی شان اور بلند منصب کے ہیں۔[4]

امام راغب اصفہانیؒ نے نبی کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے لفظ 'نبا' پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور قرآن حکیم کی آیات سے ثابت کیا ہے کہ 'نبا' جس خبر کو کہا جاتا ہے، اس میں حسب ذیل خصوصیات کا موجود ہونا ضروری ہے:

خبر انسانوں کے بڑے فائدے کی حامل ہو۔

خبر اس قدر یقینی ہو کہ وہ علم کا فائدہ دے۔

اگر علم کا فاءدہ نہیں تو کم از کم غلبہ ظن کا فائدہ دے۔

یہ بحث کرنے کے بعد آپ نبوت کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں:

النبوۃ سفارۃ بین اللہ وبین ذوی العقول من عبادۃ لا زاحۃ علتھم فی امر معادھم ومعاشھم[5]

نبوت اللہ اور اس کے ذی شعور بندوں کے مابین سفارت کا نام ہے تا کہ دنیا و آخرت کے مشکل امور کو انہیں سمجھایا جا سکے۔

نبوت کی اصطلاحی تعریف:

وأن محمدا ﷺ عبده المصطفیٰ ونبیه المجتبیٰ ورسوله المرتضیٰ [6]

---

[1] ابن منظور، علامہ، لسان العرب، (لبنان: دار احیاء التراث العربی، 1989ء)، الجزء الرابع عشر، ص:8، باب النون

[2] قاسمی، مولانا بدرالزماں، القاموس الفرید، (کراچی: دارالاشاعت، 2015ء)، الجزء الثانی (س-ی) ص:2533

[3] الیاس انطون الیاس، قاموس الیاس (عربی-انگلیزی)، (قاہرہ: شرکۃ دار الیاس العصریۃ، 1988ء)، ص:683

[4] اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، (لاہور: دانش گاہِ پنجاب، 1999ء)، ج:22، ص:95

[5] راغب اصفہانی، مفردات فی غریب القرآن، (بیروت: دار الصادر، 1988ء)، ص:481-482

[6] الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد الأزدی المصری، العقیدۃ الطحاویۃ، (کراچی: مکتبہ بشریٰ، 2019ء)، ص:8

نبوت ایک ایسا منصب ہے جو کسبی نہیں، یعنی اپنی کوشش یا ریاضت سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ وہبی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی بخشش ہے۔ اللہ تعالیٰ تبلیغ دین اور اپنے احکام واوامر بندوں تک پہنچانے کے لیے کسی برگزیدہ بندے کو منتخب فرما کر نبوت کے بلند منصب پر فائز کر دیتے ہیں۔ امام راغبؒ کے مطابق نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان دنیوی اور اخروی فلاح کے لیے سفارت ہے [1]

نبی و رسول کے لغوی مفاہیم اور اصطلاح شریعت:

کوئی بھی لفظ جو کہ دینی اہمیت کا حامل ہو اس کی تفہیم میں اصل اعتبار اصطلاحاتِ شریعت کا کیا جائے گا کیونکہ محض لغوی اعتبار بعض اوقات درست معنیٰ کی جانب رہنمائی نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر ایک شخص دوسرے کے ساتھ مضاربہ کا معاہدہ کرتا ہے جس میں ایک فرد "رب المال" جبکہ دوسرا "مضـــارب" ہے۔ اب اگر مضارب سے اس بات کا تقاضہ کیا جائے کہ وہ رب المال کو سجدہ کرے تو ایسا کہنا سراسر نادانی اور کم علمی تصور کیا جائے گا۔ ایسے ہی نبی و رسول کے معنیٰ و مفاہیم میں بھی اعتبار شریعت اور اس کے شارحین کی جانب سے واضح کردہ مفہوم کا ہوگا کیونکہ عقیدے میں استعمال ہونے والے الفاظ لغوی نہیں شرعی اصطلاحات ہیں اس لیے ان میں اعتبار شریعت کا ہوگا نہ کہ لغت کا۔ لہٰذا نبی کی اصطلاح کو واضح کرنے کے لیے ہم علماء و محققین کی چند آراء کو پیش کرتے ہیں تاکہ اس کا مقصد اصلی واضح ہو جائے۔

علامہ تفتازانیؒ یوں رقم طراز ہیں:

النبی انسان بعثہ اللہ لتبلغ ما اوحی الیہ

"نبی وہ انسان ہے جسے اللہ اس وحی کی تبلیغ کے لیے مبعوث کرتا ہے جو اس پر کی گئی ہے" [2]

اسی طرح آگے چل کر رسول کی تعریف آپ یوں بیان فرماتے ہیں:

والرسول ، وقد یخص بمن لہ شریعۃ و کتاب فیکون اخص من النبی

"اور (اسی طرح) کبھی رسول کو خاص کر دیا جاتا ہے اس طور پر کہ ان کے لیے شریعت و کتاب ہوتی ہے" 3

نبی اور رسول میں فرق بیان کرتے ہوئے امام رازیؒ فرماتے ہیں:

"الرسول ہوالذی حدث وارسل والنبی ہوالذی لم یرسل ولکنہ الہم او رای فی النوم" [4]

---

[1] الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد الأزدی المصری، العقیدۃ الطحاویۃ، ص:95-96

[2] التفتازانی، مسعود بن عمر بن عبد اللہ، (بیروت: عالم الکتب، ۱۹۹۸ء)، ج:5، ص:5

[3] ایضاً

[4] رازی، فخر الدین بن ضیاء الدین، تفسیر الکبیر، (بیروت: دار الصادر، 1981ء)، ج:23، ص:48

حقیقت نبوت:

حقیقت نبوت میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ نبوت ورسالت ایک وہبی منصب ہے جو اللہ کی خاص عطا ہے، یہ کسی سعی وکاوش، محنت وریاضت کے نتیجے میں نہیں ملتا اور نا ہی یہ بنی نوع انسان کے ارتقاء اور ترقی کی کوئی شکل ہے۔

اللہ کے تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کے معصوم بندے ہوتے ہیں۔ اللہ کی نافرمانی اور گناہ ومعصیت کے ارتکاب کا تصور بھی ان سے ممکن نہیں۔ یعنی قصداً بھی کوئی خطا ان سے سرزد نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ[1]

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر انبیاء کرام معصوم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کبھی ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار نہ دیتا۔ نبوت ورسالت کا یہ عظیم سلسلہ مختلف مراحل طے کرتا ہوا نبی یم ﷺ پر اپنے کمال کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جس قدر بھی انبیاء ورسل مبعوث فرمائے، ان کو مختلف خصوصیات واوصاف سے نوازا ان تمام اوصاف وکمالات کو نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں جمع کر دیا۔ قرآن کریم نے آپ ﷺ کی نبوت کی حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:

یاایھاالنبی انا ارسلنك شاھدا ومبشرا و نذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا[2]

(اے نبی ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی اجازت سے اس کی طرف بلانے والا، اور ایک روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے)

نبی کریم ﷺ کے کمالات ظاہر وباطن اور مقامات نبوت وخاتمیت کو نہایت لطیف اور حسی انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو، آپ کی ذات اور نبوت ورسالت کو اس کے مقام عالی کو بیان کرنے کے لیے ایک ایسی مخلوق کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے جو اپنے مادی اوصاف وکمالات میں اور اپنی منفعت اور افادیت کے اعتبار سے یکتائے عالم مخلوق ہے، اس کی اسی حیثیت کو دیکھتے ہوئے ایک زمانہ اس کو معبود جان کر اس کی عبادت کرتا رہا۔ اللہ کی وہ مخلوق سورج ہے۔ آسمان میں روشن تمام ستارے اسی سورج سے سورج سے روشنی حاصل کر کے منور اور روشن ہیں۔ بعینہ اسی طرح آفتاب نبوت ورسالت جناب محمد ﷺ کی ذات بابرکت بھی ہیں جن کی نبوت ورسالت کا چراغ چہار دانگ عالم میں روشن ومنور ہے اور تمام مخلوقات حتیٰ کہ انبیاء سابقین بھی اسی کے زیر نگیں ہیں۔

---

[1] النساء4:80

[2] الاحزاب45:33

cc BY

نبوت محمدیہ ﷺ کی عالمگیریت پر اہل علم کے موافق کا جائزہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت اور آپ کی سیرت طیبہ کامل واکمل، جامع ومحفوظ ہے۔ اور قابل عمل وتقلید ہونے کے لیے کسی ذات اور اس کی سیرت کے یہ سب سے نمایاں اوصاف ہیں جو حضور اکرم ﷺ کی ذات وسیرت میں بدرجہ کمال موجود ہیں، اسی لیے آپ علیہ السلام کی نبوت ورسالت کا اثر عالمی وآفاقی ہے، جس کا تعلق کسی ایک قوم یا زمانہ تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے تمام زمانوں سے ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے The Reconstruction of Religious Thoughts in Islam میں ذکر فرمایا ہے کہ:

> اسلام میں پاپائیت اور موروثیت کا خاتمہ، قرآن میں استدلال اور عقل پر مسلسل اصرار اور اس کا بار بار فطرت اور تاریخ کے مطالعے کو انسانی علم کا ذریعہ قرار دینا، ان سب کا تصور ختم نبوت کے مختلف پہلوؤں سے گہرا تعلق ہے۔۔۔۔۔ انسانی فکر کی تاریخ میں اب ہر قسم کا شخصی تحکم جو کسی مافوق الفطرت سرچشمے کا دعویٰ کرتا ہے ختم ہو چکا ہے۔[1]

A.J. Arberry نے بجا لکھا ہے کہ:

> "The Messenger died, but the message remained, carried to the ends of earths warrior-preachers, transmitted to the next generations by teachers and traditionists."2

یعنی یہ بات بھی آپ ﷺ کے اوصاف وکمالات پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ کا پیغام آپ کے دینا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی تسلسل اور اہتمام کے ساتھ جاری رہا بلکہ اب تک جاری وساری ہے۔

حضور ﷺ کی آفاقیت سے متعلق اے جے ونسنک کا موقف:

ہالینڈ کے مشہور مستشرق اے۔جے۔ونسنک کا موقف ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت کا مخاطب عرب کے لوگ تھے لہذا آپ کی دعوت خطہ عرب کے ساتھ ہی مخصوص اور انہی تک محدود ہے۔ اس کی رائے ہے آپ ﷺ کی دعوت اول اول عالمی سطح کی نہ تھی بعد ازاں آپ علیہ السلام نے اپنی دعوت کو پھیلایا اور اپنے مشن کو وسعت دی، لہذا اس کا کہنا ہے کہ شروع کی آیات جو آپ پر نازل ہوئیں وہ بعد والے آپ کے پیغام سے متعارض ہیں، وہ جارج سیل کے حوالے سے رقمطراز ہے کہ:

---

[1] اقبال، محمد، علامہ، ڈاکٹر، تجدید فکریات اسلام، (مترجم: سید نذیر نیازی)، (لاہور: اقبال اکادمی، 2001ء)، ص:43

[2] A.J. Arberry, Aspect of Islamic Civilization as Depicted in the Original Texts (NY: Routledge,2008), P:13

> "According to Sale and others, the words "I am unto you all the Apostle of God" means that Muhammad here extends his mission to mankind in general. This extension would, however, contradict other passages of the Kuran. Such as sura 4:169 in which Muhammad calls himself one Apostles, their "seal", it is a true, but not different from them in respects. Just as the Apostles were send to their ummah's, so he, Arabian prophet, was sent to Arabia." 1

ونسنک کے نظریہ کا تجزیہ:

ونسنک نے آپ ﷺ کو انبیاء سابقین کی مانند قرار دیتے ہوئے آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کو صرف عربوں تک ہی محدود کیا ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق دعوت اسلام عرب تک محدود ہے اس لیے کہ آپ ﷺ عربی تھے اور وہ جزیرہ عرب میں ظاہر ہوئے۔ قرآن عربی میں ہے اور اس کے احکامات بھی عربی میں ہیں، اس کا نفاذ و عمل بھی بلاد عرب میں ہو الہٰذا آپ کی دعوت صرف اور صرف عربوں تک محدود و مخصوص ہے۔ ونسنک اور اسی سوچ کے حامل بعض دیگر مستشرقین اپنے اس دعوے کی دلیل کے طور پر قرآن کریم کی ان آیات سے استدلال کرتے ہیں:

وكذلك أوحينا إليك قرآنا عربيا لتنذر أم القرى[2]

وكذلك أوحينا إليك قرآنا عربيا أي وكما أوحينا إليك وإلى من قبلك

إِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ[3]

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ[4]

تعجب خیز بات یہ ہے کہ موصوف ونسنک اور ان کے ہم خیال مستشرقین اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے آیات قرآنیہ ہی کا سہارا لیتے ہیں حالانکہ یہ اور ان کے پیش رو اس کلام کو ماننے سے انکار کرتے تھے۔ ان حضرات کی اسی حرکت کا محاکمہ امام ابن تیمیہؒ نے اس انداز میں کیا ہے:

---

[1] A.J. winsinck, The Muslim Creed. (Its Genesis and Historical Development) (Cambridge: Cambridge University Press, 1932), P:07

[2] الشوریٰ 42:7

[3] الیوسف 12:2

[4] الاعراف 7:157

"ان اعترافکم بالرسالة المحمدیہ الی العرب یلزم تصدیقکم لہ فیما قال وما اخبر، ویلزم بذالك تصدیقکم بما جاء فی الکتاب المنزل علیہ، وقد جاء فی ھذہ الکتاب التوکید علیٰ عموم الدعوة الاسلامیة وشمولھا للعالمین"[1]

آپ کا یہ اعتراف کر لینا کہ رسالت محمدیہ عرب تک محدود ہے اس بات کو لازم کرتا ہے کہ آپ نے (کم از کم اسی حد تک ہی سہی) آپ ﷺ کے اقوال واخبار کی تصدیق کر دی ہے، اسی سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ تم کتاب یعنی قرآن کی صورت میں جو کچھ اترا ہے، اس کی تصدیق کرو، اور یہ واضح ہے کہ قرآن میں اسلام کی دعوت کو عمومی حیثیت سے پوری تاکید وصراحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ دعوت ورسالت تمام جہانوں کے جن وانس کو شامل ہے۔

ونسنک کی ساری بات کا جائزہ لیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بات پر بضد ہے قارئین کی توجہ بس انہی آیات تک مرکوز رہے جن سے اسکا خود ساختہ تصور واضح ہوتا ہے اور اس کو تقویت ملتی ہے لہذا وہ ان آیات کی جانب نہیں آتا جن سے آپ ﷺ کے عالمی نبی ہونے کی وضاحت ہوتی ہے۔ یعنی ونسنک کا یہ موقف اس کی ذاتی رائے یا خواہش تو ہو سکتی ہے لیکن امر واقع اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور ونسنک کا قرآن کی آیات سے ہی استدلال کر کے نبوت محمدیہ کی آفاقیت کو جھٹلانا گویا کہ "افتو منون ببعض الکتب وتکفرون ببعض" کی مثل ہے۔

مکاتیب نبوی ﷺ بطور ثبوت آفاقیت اور مستشرقین کی آراء:

مکاتیب نبوی ﷺ ایک ٹھوس تاریخی و دینی حوالہ ہے جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے دعوتی پیغام کے آفاقی اور عالمی ہونے کی بہت مضبوط دلیل ہے۔ کیونکہ ان خطوط کے ذریعے سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعوتی پیغام کو اس وقت کی موجود تمام حکومتوں کے سربراہان تک پہنچایا۔ اور ان خطوط کی تاریخی حیثیت مسلمہ اور مصدقہ ہے۔

لیکن ونسنک اور اس کے ہم خیال دیگر مستشرقین نے ان خطوط کی اس قدر معروف اور ناقابل تردید حیثیت کو بھی ماننے سے انکار کیا ہے۔ لہذا ونسنک کا موقف اس بارے میں یہ ہے کہ:

> This selection from Muhammad's letters and diplomatic documents could be supplemented by additional examples, but these would have even less importance from a religious point of view, and many of them would certainly be spurious. We may therefore consider the instances given above as significant of the limited importance of the religious aspects of Islam in

[1] ابن تیمیہ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح، (مصر: دار العاصمة، 1419ھ)، ج:1، ص:164

CC BY

Muhammad's relations with the tribes of Arabia.[1]

ولیم منٹگمری واٹ کا موقف:

عصر حاضر کے چند نمایاں محققین کا یہ ماننا ہے کہ حضور ﷺ نبی تو ہیں لیکن صرف اہل عرب کے لیے۔ انہی میں سے ایک نمایاں نام منٹگمری واٹ کا ہے، اس کا موقف جاننے کے لیے درج ذیل تحریر ملاحظہ ہو:

> It may be said that it presents in its own way all the main truths of the religion of Abraham, which is followed also by Jews and Christians. I maintain that the only reasonable explanation of this fact is that Muhammad was as truly inspired by God as where the Old Testament Prophets. Moreover, while the later were for the most part critics of an existing religion as it was being practiced, Muhammad had the mission of bringing belief in God to people with virtually no religion.[2]

ولیم منٹگمری واٹ کے موقف کا تجزیہ:

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واٹ کے نزدیک تصور نبوت ہی محدود ہے اور اس منصب کی معراج اس بات کو سمجھتا ہے کہ خدائی پیغام کو انسانوں تک پہنچا دیا جائے، اسی خیال کے زیر اثر رہتے ہوئے اس نے آپ ﷺ کی نبوت کے دائرے کو بھی محدود کر دیا ہے۔ لہذا اس کا کہنا ہے کہ:

> The main duty of the prophet is not to foretell the future but to transmit and proclaim God's Message to his own people.[3]

خلاصہ بحث:

مذکورہ بالا تمام آراء اور ان کے تجزیے اور محاکے کے بعد ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محمد ﷺ کی پیدائش و پرورش تو عرب کے خطے میں ضرور ہوی لیکن آپ کا حلقہ اثر اور پیغام و دعوت محض انہی تک محدود و مخصوص نہیں۔ بلکہ یہ بات بالکل واضح ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو کسی ایک خطے تک محدود کرنا عقل و فہم کی سطحیت کا نتیجہ ہے نا کہ حقیقت حال۔ لہذا قرآن و سنت اور تاریخ و روایت سب اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں کے تمام انسانوں کے لیے ہے۔

---

[1] A.J. winsinck, The Muslim Creed, P:11

[2] Watt, William Montgomery, Companion to the Quran (NY: One World, 1994) preface

[3] Watt, William Montgomery, Thoughts on Muslim-Christian Dialogue, The Muslim World, Volume 57, Issue 1, January 1967, P:19-23